شخصیت

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا قاضی عبدالخالق نوراللہ مرقدہ

ابوالظہیر ہدایت اللہ
جامعہ عربیہ تجوید القرآن کوئٹہ

یوں تو کسی بھی علمی وروحانی شخصیت کا دنیا سے رخصت ہوجانا کسی بڑی محرومی سے کم نہیں ہے، لیکن بعض جامع الکمالات ومجمع محاسن اور امت کے بہی خواہ بزرگان دین واہل علم ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے جانے سے نہ صرف ایک خاندان یتیم ہوتا ہے بلکہ پوری فضا سونی، سونی ہوجاتی ہے۔

اسلامی تاریخ میں مختلف ادوار اور دنیا کے مختلف خطوں میں ایسی قابل رشک وقابل تقلید شخصیات پیدا ہوئی ہیں کہ جن کی زندگی سے انسانوں کو راہنمائی اور جینے کا سلیقہ ملا ہے۔

حضرت قاضی عبدالخالق صاحب مرحوم جامعہ دارالعلوم کراچی کے قدیم فاضل، مدرسہ اشرف المدارس ناظم آباد کراچی کے ابتدائی متخصص، فقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد نوراللہ مرقدہ کے شاگردِ رشید، بلوچستان عدالت شرعیہ کے ممبر مجلس شوریٰ اور جامعہ عربیہ مرکزیہ تجوید القرآن کوئٹہ کے استاذِ حدیث اور رئیس دارالافتاء والقضاء تھے۔

حضرت قاضی صاحب مرحوم کا مختصر سوانحی خاکہ: حضرت قاضی صاحب کا اسم گرامی عبدالخالق ولد اللہ داد، آپ کا تعلق علاقے کی مشہور قوم سومرو سے تھا، آپ بلوچستان کے قدیم شہر مٹھڑی ضلع کچھی میں ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم ۱۹۵۲ء میں (ناظرہ قرآن کریم، فارسیات اور پرائمری تک) اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ بعد ازاں علوم دینیہ وفنون درسیہ کے حصول کے لیے مختلف علاقوں کی خاک چھانی اور وقت کی نام وَر علمی شخصیات سے استفادہ کیا۔ ابتدائی علوم وفنون کی کتابوں کی تکمیل کے بعد تقریباً ۱۹۵۹ء میں جامعہ قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے اور اس وقت کے اساطین علم وفضل خصوصاً مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا اور ۱۹۶۱ء تک ملتان میں رہے۔

۱۹۶۲ء میں جامعہ دارالعلوم کراچی میں درجہ موقوف علیہ کے لیے داخلہ لیا اور سال مکمل کیا۔ سال کے اختتام پر دورہ حدیث شریف کے لیے بعض عوارض اور مجبوریوں کی بناء پر کسی اور جگہ جانا چاہا لیکن اپنے مشفق استاذ حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم کی رائے اور آپ کے حکم کی وجہ سے دارالعلوم چھوڑنے کا فیصلہ ترک کیا اور دورہ حدیث جامعہ دارالعلوم سے کر کے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا امتحان دیا۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے جامعہ دارالعلوم کراچی وفاق سے ملحق نہیں تھا اسی سال جامعہ کا وفاق سے الحاق کیا گیا۔

تمرین افتاء: دورہ حدیث سے فراغت کے بعد تمرین فی الافتاء کے لیے فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کی خدمت میں مدرسہ اشرف المدارس ناظم آباد حاضر ہوئے اور ۱۹۶۴ء تا ۱۹۷۱ء فتویٰ نویسی کی مشق کے ساتھ درس نظامی کی کتابوں کی تدریس بھی کی اور آپ سے مفتی رشید احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادوں میں سے مولانا شفیق احمد، مولانا خلیق احمد اور پیر طریقت مولانا حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا حکیم محمد مظہر صاحب مدظلہم نے بھی اسباق پڑھے اور آپ سے ان صاحبزادوں کا تعلق تاحیات قائم رہا۔

آپ کے اساتذۂ کرام: چنانچہ آپ نے اس وقت کی جن علمی شخصیات سے کسبِ فیض کیا ان میں قابل ذکر اساتذہ کرام میں قائد جمعیت مولانا مفتی محمود نوراللہ مرقدہ، مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ مہتمم قاسم العلوم ملتان، مولانا نور محمد (نواب شاہ)، مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی نوراللہ مرقدہ اور یادگار اسلاف حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم العالیہ اور علاقے کے معروف عالم دین مولانا کریم بخش رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

۱۹۷۲ء-۷۳ء میں مسجد کبریٰ لیاقت آباد میں امامت کی خدمات سرانجام دیں۔ اور درس و تدریس کے لیے جگہ کی تلاش میں رہے مگر کوئی مناسب سلسلہ نہ بن سکا۔

عہدہ قضاء: آپ درس و تدریس اور علمی مشغلے کے آدمی تھے لیکن "قضاء" و "قدر" کا فیصلہ کچھ اور ہی ہوتا ہے اس لیے آپ نے نہ چاہنے کے باوجود ۱۹۷۴ء کو ۳۳ سال کی عمر میں منصب قضا سنبھالا اور پہلی پوسٹنگ بلوچستان کے ساحلی علاقے گوادر کی طرف ہوئی۔ بعد ازاں اسی سلسلہ میں بلوچستان کے مختلف شہروں (خضدار، مستونگ، سبی، ڈھاڈر، بھاگ، تربت اور ڈیرہ اللہ یار وغیرہ) میں جانا ہوا اور بڑی دیانت داری سے فرائضِ قضاء سرانجام دیے۔

قاضی صاحب کے بقول دوستوں کے کہنے پر اس عہدہ کے لیے انٹرویو تو دے دیے مگر جب تقرری کے آرڈر آئے تو ایک مہینے تک وہ جیب میں پڑے رہے نوکری کے لیے جانے کو جی نہیں کرتا تھا پھر نہ جانے کسی طرح آمادگی ہوئی اور ذمہ داری سنبھال لی۔

دیانت داری اور نصرت الٰہی: آج کل حرص وہوس کے دور میں دیانت داری اور فرض شناسی تقریباً عنقاء ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ایمان داری اور شریعت کے تقاضوں کے مطابق ملازمت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں لیکن ''قضاء'' جیسے حساس ترین منصب پر فائز ہوکر دیانت داری کی اعلیٰ مثال قائم کرنا اور منصب قضاء کی پوری پاسداری کرنا، یہ کم لوگوں کے حصہ میں آیا ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے جن اہل اللہ کی صحبت پائی تھی اس کا ایسا گہرا اثر تھا کہ کوئی شخص آپ کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ان کو ذاتی تعلق سے متاثر کر کے اپنے منشاء کے مطابق کام کروالے گا۔ آپ کی دیانت داری کے کئی واقعات آپ کے اہل خانہ کے توسط سے معلوم ہوئے ہیں مگر سب کا احاطہ مشکل ہے، بطور نمونہ ایک واقعہ ذکر کیا جاتا ہے:

آپ کے اپنے بیان کے مطابق جن آپ کا پہلی بار بحیثیت قاضی (جج) گوادر میں تقرر ہوا تو لوگوں نے بہت ڈرایا کہ آپ وہاں رشوت سے کیسے بچ سکیں گے لوگ زبردستی آپ کو رقم تھما دیں گے یا آپ کے بچوں کو دے دیں گے، یا پھر گھر کی دیوار سے کچھ ڈال کر جائیں گے۔ مگر ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔'' حضرت قاضی صاحب جب گئے، چارج سنبھالا اور ان کے بقول ایک شخص (ماتحت ملازم) کے ذریعہ کوئی کاغذ فوٹو اسٹیٹ کروایا اور اس کی رقم کوئی ''چار آنے، آٹھ آنے، ہوگی دے دی، اس نے نہ لیے تو آپ نے وہ پیسے زبردستی دے دیے۔ وہ اتنا متاثر ہوا کہ لوگوں میں جا کر مشہور کیا کہ یہ تو اتنا سخت قاضی ہے کہ اتنی معمولی رقم کا حساب کرتا ہے، اس کو کون رشوت دے سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یوں حفاظت فرمائی اور پھر جتنا عرصہ وہاں گزارا خیریت وعافیت سے گزارا۔ آپ قاضی (جج) کے عہدے سے ترقی کر کے ممبر عدالت مجلس شوریٰ بنے اور ۲۰۰۱ء کے اواخر میں اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

دوبارہ تدریسی زندگی: عہدہ قضاء سے ریٹائر ہونے کے بعد مولانا قاری مہر اللہ مدظلہم مہتمم جامعہ عربیہ مرکزیہ تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ، وسابق رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی دعوت پر جامعہ تشریف لائے اور بحیثیت استاذ حدیث ورئیس دارالافتاء کا منصب سنبھالا، آپ کی آمد سے جامعہ کے ''دارالافتاء'' کے ساتھ ''دارالقضاء'' کا اضافہ ہوا۔ جامعہ کے دارالافتاء والقضاء سے آپ کی تصحیح وتصویب سے جاری ہونے والے فتاویٰ کی تعداد چار ہزار سے زیادہ ہے جن میں آپ کے اپنے لکھے ہوئے فتاویٰ بھی ہیں جو کہ جامعہ کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ آپ کا طبعی مزاج ایسا تھا کہ جب تک کما حقہ فتویٰ پر اعتماد نہ ہوتا تب تک تصویبی دستخط نہ فرماتے، بسا اوقات ایک فتویٰ کئی کئی دنوں تک آپ کے میز پر رکھا رہتا اور مسودہ کی منظوری نہ دیتے۔ آپ نے دارالافتاء کے رفقاء کے ساتھ جہاں مشفقانہ دوستانہ ماحول میں وقت گزارا وہاں مفتیان کرام کی تحریری وتحقیقی اصلاح پر بھی بھرپور توجہ دی جس کو رفقاء دارالافتاء ابھی تک محسوس کرتے ہیں۔ چونکہ آپ منصب قضاء پر بھی کافی وقت رہ چکے تھے اس لیے ہر استفتاء کی

گہرائی میں جانے کی کوشش کرتے کہ کہیں مستفتی نے اپنے کسی خاص مقصد کے حصول کے لیے سوال تو مرتب نہیں کیا؟ غرض فتویٰ میں جو احتیاط درکار ہے اس کا حتی الامکان اہتمام کرتے اور ہمیشہ محتاط رہنے کی تلقین کرتے۔

عہدہ قضاء پر افسردگی: حضرت قاضی صاحب نے جتنا عرصہ عدالتی ماحول میں گزارا اس پر کبھی خوشی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ جب بھی اس کا تذکرہ ہوا اس پر ندامت اور افسوس کا اظہار کیا؛ اور اکثر رو دیتے اور فرمایا کرتے کہ کاش ان کا وقت قضاء کے ماحول کی بجائے کسی دینی ادارے میں گزرتا تو اچھا ہوتا۔ اگرچہ بعض غیر محتاط منتظمین مدارس پر انہیں تحفظات تھے خصوصاً وہ لوگ جو تمام شرعی تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے چندہ کی مہم چلاتے ہیں اور مقصد اصلی طلبہ کی تعلیم و تربیت پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔

تربیت قضاء کورس: جہاد افغانستان میں مفقود (لاپتا) ہونے والے مجاہدین کے اہل خانہ نے ان مفقودین کی بیواؤں سے متعلق پاکستان کے مفتیان کرام سے رجوع کیا تو شرعی قاضیوں سے راہنمائی کی ضرورت پڑ گئی اور یہ قضاۃ بلوچستان کے سوا کہیں اور نہ تھے اس لیے ان حضرات سے امور قضاء کو عملاً سیکھنے کے لیے جامعۃ الرشید کراچی کے منتظمین نے بلوچستان اور کشمیر کے قاضیوں سے استفادہ کے لیے قضاء کورس کا اہتمام کیا۔ اس کورس میں ایک بار ۲۰۰۵ء میں بلوچستان سے قاضی محمد ہارون صاحب، قاضی عبدالخالق رحمہ اللہ، قاضی محمد انور (بولان) اور قاضی محمد انور کاسی اور آزاد کشمیر سے قاضی بشیر احمد رحمہ اللہ کو مدعو کیا تو حضرت قاضی صاحب نے بھی یہ دعوت قبول کی اور قضاء کورس میں ''مجلۃ الاحکام العدلیۃ'' کا درس دیا۔ (اس کورس میں راقم کو بھی شرکت کا موقع ملا)

بعد ازاں ۲۰۱۰ء میں ایک بار پھر مولانا حکیم محمد مظہر صاحب زید مجدہم کے اصرار پر قضاء کورس کے لیے جامعہ اشرف المدارس کراچی اپنے ہم درس رفیق محترم مولانا قاضی محمد ہارون صاحب کے ہمراہ تشریف لے گئے اور قضاء کورس کرایا۔

علمی یادگار: حضرت قاضی صاحب جہاں محنتی، کتاب فہم اور مطالعہ کا ذوق رکھنے والے آدمی تھے ساتھ ہی آپ ''خوب نویس'' اور ''زود نویس'' بھی تھے اسی وجہ سے طالب علمی کے دور میں بہت سے اساتذہ کی تقاریر ضبط کیں۔ ان تقاریر میں سے عمدہ اور قابل اعتماد مشکوٰۃ شریف کی وہ تقریر ہے جو آپ نے دوران درس قلم بند کی جس کو نہ صرف اندرون ملک پذیرائی ملی بلکہ پاکستان سے باہر کے علماء وطلبہ نے بھی استفادہ کیا۔ بعد میں وہ تقریر ''نفحات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح'' کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آگئی جس سے متعلق شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم یہ فرماتے ہیں:

''دوران درس بعض طلبہ عموماً اساتذہ کی تقریر لکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، میری مشکوٰۃ کی تقریر بھی مختلف طلبہ مختلف

سالوں میں لکھتے رہے ہیں، مولانا قاضی عبدالخالق صاحب نے بھی پڑھنے کے زمانے میں میرا درس مشکوٰۃ ضبط کیا تھا، میرے علم کے مطابق ان کی لکھی ہوئی درسی تقریر سے خاص طور پر بعد میں اساتذہ اور طلبہ استفادہ کرتے رہے ہیں اور نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی اس تقریر کی فوٹو کاپیاں بڑی تعداد میں عام ہوئیں، میرے پاس بھی ان کی ضبط کردہ تقریر کی کاپی محفوظ رہی جو بعد میں زیر مطالعہ بھی رہی، یہ تقریر الحمدللہ جامع بھی تھی اور مرتب بھی، اس میں حدیث کے طویل فنی مباحث کو جامع اور مرتب انداز میں پیش گیا تھا۔''

نیز آپ جب ۲۰۱۰ء میں قضاء کورس کے لیے جامعہ اشرف المدارس کراچی تشریف لے گئے حضرت مولانا قاضی ہارون صاحب زید مجدہم اور حضرت عبدالخالق رحمہ اللہ کی ترغیب اور فرمائش پر ''شرعی ضابطہ دیوانی'' مولفہ مخدوم العلماء مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق وتخریج کا کام جامعہ اشرف المدارس کے تخصص فی العلوم الحدیث کے شرکاء نے کیا جو کہ یقیناً حضرت قاضی صاحب کے لیے بھی صدقہ جاریہ ہے۔

علالت: حضرت قاضی صاحب پر تقریباً ۶ سال قبل فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کے ایک ہاتھ، پاؤں اور زبان پر اثر ہوا لیکن علاج کے بعد افاقہ ہوگیا مگر اس کے اثرات پوری طرح ختم نہ ہوئے، پھر مارچ 2015ء میں ایک بار پھر فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے آپ چلنے سے قاصر ہوکر بیٹھنے پر آگئے اور ضعف بڑھتا ہی چلا گیا اور آپ ایک سال سے زائد عرصے تک مکمل صاحب فراش ہوگئے، زبان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اشاروں سے بات کرتے رہے۔

وفات: مورخہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ آپ کی زندگی کا آخری دن ثابت ہوا! وروقت موعود آپہنچا داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے رواں بہ سفر آخرت ہوئے...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ جامعہ تجوید القرآن کوئٹہ کے مہتمم مولانا قاری مہراللہ صاحب نے جامعہ امدادیہ سریاب کوئٹہ میں پڑھائی اور جنازہ میں آپ کے دوست واحباب عزیز واقارب اور بڑی تعداد میں علماء وطلبہ نے شرکت کی۔ بعدازاں آپ کی تدفین جامعہ امدادیہ ہی کے ملحقہ قبرستان کلی بڑو میں ہوئی۔

پسماندگان: حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پس ماندگان میں بیوہ اور پانچ بیٹیاں چھوڑی ہیں آپ کی بڑی صاحبزادی مولانا قاضی عنایت اللہ ممبر عدالت مجلس شوریٰ خضدار کے نکاح میں ہے جس سے الحمدللہ حضرت کے نواسے اور نواسیاں ہیں جب کہ دوسری صاحبزادی بندہ کے عقد نکاح میں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆